Regd. S. No. 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳
رجسٹرڈ ایس ۱۴۱۱
مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا
روزنامہ
المصلح
فی پرچہ ۱ آنہ
اتوار
۲ جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ
ایڈیٹر: عبد القادر بی - اے
جلد ۱ ۷ تبلیغ ۱۳۳۳ ہش - ۷ فروری ۱۹۵۴ء نمبر ۳۰

ایشیائی وزراء اعظم کی کانفرنس میں صرف مشترکہ مسائل ہی زیر بحث آئیں گے

کسی بلاک کے قیام پر بحث کا کوئی امکان نہیں ہے۔ وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کا بیان

کراچی ۲ فروری۔ پاکستان کے وزیر خارجہ آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے کل ایسوسی ایٹڈ پریس پولیس کے سیاسی نامہ نگار سے ملاقات کے دوران بتایا کہ کولمبو میں پاکستان بھارت سیلون برما اور انڈونیشیا کے وزراء اعظم کی جو کانفرنس منعقد ہونی قرار پائی ہے ان میں ان ممالک کے مشترکہ مسائل پر بحث کی جائے گی۔ آپ نے مزید فرمایا یہ خالصتہً ایک رسمی کانفرنس ہوگی۔ جس میں غالباً وزرائے اعظم اقتصادی نوعیت کے مسائل شلاً تجارتی تعلقات اور صنعتی تعاون پر تبادلہ خیالات کریں گے۔ اس سوال کے جواب میں کہ آیا کانفرنس میں سیاسی مسائل کے زیر بحث آنے کا کوئی امکان ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اعتراف ہے کہ سیاسی نوعیت کا کوئی ایسا مسئلہ میرے ذہن میں نہیں آتا کہ جو شرکت کرنے والے پانچوں ملکوں کے لئے مشترک حیثیت رکھتا ہو۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ امر متوقع ہے کہ فوجی معاہدے یا مشترکہ دفاعی نظام کے مسئلہ پر بھی کانفرنس میں بحث ہو تو آپ نے فرمایا یقیناً اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اس قسم کی بحث کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ آیا کانفرنس ایشیائی طاقتوں کے ایک تیسرے بلاک کے قیام پر غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے آپ نے فرمایا وہ پانچوں ملک جو اس میں شریک ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر چاہیں تو بھی باہم مل کر ایک بلاک کی شکل اختیار نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی کسی بلاک کی تشکیل کے لئے بنیاد کا کام دے سکتے ہیں۔ مجموعی طور پر ان علاقوں کے وسائل بہت وسیع ہیں۔ پھر بھی کئی لحاظ سے سر دست یہ قلت والے علاقے ہی شمار ہوتے ہیں۔ نہ ہی بین الاقوامی امور کے بارے میں ان کی پالیسیاں اتنی واضح اور یکساں ہیں کہ جن سے انہیں ایک بلاک کی شکل اختیار کرنے میں مدد مل سکے۔ یہ صحیح ہے کہ سیاسی دائرے سے تعلق رکھنے والا ایک اہم مسئلہ ایسا ہے جس پر سب متفق ہیں۔ اور وہ ہے نوآبادیاتی نظام کی مخالفت اور تمام قوموں کے حق خود ارادیت کی حمایت۔ اسی طرح اقتصادی میدان میں یہ سب ملک اپنے اپنے عوام کا معیار زندگی بلند کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے کوشاں ہیں۔ اول الذکر معاملے کا جہاں تک تعلق ہے۔ وہ اقوام متحدہ میں پہلے ہی ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں

(باقی ص ۸ پر)

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۳ فروری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت سردی لگ جانے سے جسم میں درد اور کھانسی کی وجہ سے ناساز ہے احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

امریکہ سے مدد حاصل کرنے کا سوال پاکستان اور بھارت کے متنازعہ مسائل سے کوئی تعلق نہیں رکھتا

میں مقبوضہ کشمیر کی مجلس دستور ساز کے فیصلوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ غضنفر علی کا بیان

بمبئی ۶ فروری۔ پاکستان کے ہائی کمشنر متعینہ ہندوستان مسٹر غضنفر علی خاں نے کہا ہے ہندوستان اور پاکستان کے درمیان جو اختلافی مسائل ہیں ان کا پاکستان اور امریکہ کے مجوزہ سمجھوتے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ نے کراچی سے بمبئی پہونچنے پر ایک بیان دیتے ہوئے کہا مجھے یہ تسلیم کرنے میں تامل ہے کہ پاکستان اور امریکہ کے باہمی تعلقات بھارت اور پاکستان کے متنازعہ امور پر اثر انداز ہو سکتے ہیں خود پنڈت نہرو نے تسلیم کیا ہے کہ مختلف ممالک سے تعلقات قائم رکھنے کے معاملہ میں پاکستان مکمل طور پر آزاد و خود مختار ہے۔ ایک سوال کے جواب میں پاکستان کے رہنما نے کہا مقبوضہ کشمیر کی مجلس دستور ساز کے فیصلوں کو میں کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

اگر دنیا میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو پہلی صدی ہجری کے عظیم دور کو مشعل راہ بناؤ

مسلمانان عالم کو ہز رائل ہائی نس سر آغا خاں کی نصیحت

کراچی ۲ فروری۔ ہز رائل ہائی نس سر آغا خاں کل رات علالت طبع کے باعث اس دعوت میں شریک نہ ہو سکے۔ جو پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل افیئرز کی طرف سے آپ کے اعزاز میں دی گئی تھی۔ اس تقریب کے موقعہ پر سر آغا خاں کا ایک پیغام ان کی بیگم نے پڑھ کر سنایا جس کا متن درج ذیل ہے:۔

عزت مآب وزیر خارجہ پاکستان اور معزز خواتین و حضرات!

تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ

میں افسوس کے ساتھ آپ لوگوں کو اطلاع دے رہا ہوں کہ شدید زکام کے بعد مجھے اب خفیف سی حرارت بھی ہو گئی ہے۔ اور آپ لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اس عمر میں بحالت بیماری چلنا پھرنا نہیں ہوتا۔

آپ لوگوں کے ساتھ اس تقریب میں شریک نہ ہو سکنے کا مجھے بہت افسوس ہے۔ قبل ازیں دو مواقع پر مجھے آپ لوگوں سے ان امور کے بارے میں خطاب کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا کہ جو میرے نزدیک ایک فرد ایک جماعت ایک قوم اور عالم اسلام جیسی مملکت عظیمہ کے لئے مادی و روحانی صحت و قوت کے اعتبار سے اہم ترین امور ہیں۔ جیسا کہ میں روحانی اور ذہنی وجود کو مادی جسم سے افضل سمجھتا ہوں۔ دنیائے اسلام سے میرا پہلا خطاب اس منادی پر مشتمل تھا کہ پہلی صدی ہجری اور بنو امیہ کے دور کو مشعل راہ بناؤ یعنی اس دور کو کہ جس میں ابھی اسلام پر عجمی رسم و رواج اور مزاحمانہ طور و طریق کا غلاف نہیں چڑھا تھا۔ جیسا بنو عباسیہ کے زمانہ میں ایرانی ثقافت کے زیر اثر ظہور میں آیا۔

میرا دوسرا خطاب نہ صرف تمہاری مادی فلاح و بہبود سے متعلق تھا۔ بلکہ ان حالات سے بھی اس کا گہرا تعلق تھا کہ جن کے بغیر آجکل کی دنیا میں اپنے وجود کو برقرار رکھنا اور اپنی ہستی کو منوانا ناممکن ہے۔ یعنی جدید ترقی یافتہ سائنسی ایجادات کی مدد سے پیداوار کو بڑھانے کی انتھک کوشش سے کام لینا۔

میں سمجھتا ہوں اس سے بہتر اور کیا کہ آج بھی آپ لوگوں کی توجہ اپنی ان نصیحتوں کی طرف مبذول کراؤں کہ جن کو پہنچانے کی میں پہلے ہی عزت حاصل کر چکا ہوں۔ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ ادارے کو عنقریب مالی اعتبار سے مستحکم اور صحت مند بنیادوں پر ترقی دینے کی کوشش جاری ہے۔ اس کی اپنی عمارت ہوگی اس میں دارالمطالعہ ہوگا جس میں ترقی رسائل اور جرائد کتب مہیا کی جائیں گی۔ اس مقصد کے حصول میں مدد ہونے کی میں بہت چاہتا ہوں۔ اور میں بیس ہزار روپیہ بطور عطیہ پیش کرتا ہوں۔ میں آپ کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ بہت جلد دنیا کو یہ دکھلانے کے قابل ہو جائیں گے کہ آپ نے پاکستان میں بین الاقوامی معاملات پر غور و فکر تحقیق و تدقیق کا ایک شاندار ادارہ قائم کیا ہے۔

وزیر خارجہ پاکستان آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے اس موقعہ پر ہز رائل ہائی نس سر آغا خاں کے شریک نہ ہو سکنے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کی اور بیگم آغا خاں اور پرنس علی خاں کی موجودگی پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سر آغا خاں کے عطیہ کو بین الاقوامی امور کے پاکستانی ادارے کے حق میں "متبرک" قرار دیا۔ اور نہایت درجہ شکریہ کے ساتھ اسے قبول فرمایا۔

(عبد القادر پرنٹر پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کے میگزین لین کراچی سے شائع کیا)

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ ۷ تبلیغ ۱۳۳۳ ہش

سات فروری کے بعد

۷ فروری کو تحریک جدید کے ہفتہ کا آخری دن ہے۔ ہمیں امید ہے کہ تمام جماعتوں نے اپنے پیارے امام کی ہدایات کے مطابق یہ ہفتہ پورے جوش و خروش سے منایا ہوگا۔ کسی مقصد کے لئے ہفتہ منانے کی یہ غرض ہوتی ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لئے غیر معمولی جدوجہد کی جائے۔ اور اپنا پورا زور لگا دیا جائے۔ تحریک جدید کے ہفتہ کا مقصد یہ تھا کہ جماعتیں زیادہ سے زیادہ وعدے حاصل کریں۔ یہاں تک کہ کوئی احمدی کہلانے والا ایسا فرد نہ رہ جائے۔ جو کچھ نہ کچھ وعدہ نہ کرے۔ ایسے ہفتوں کی کامیابی نتائج سے سمجھی جاتی ہے نہ کہ محض جوش و خروش کے نمود سے۔

اگر جلسے تو ہوئے اور جماعتوں نے حرکت بھی دکھائی۔ مگر اصل مقصد میں کامیابی نہ ہوئی یا ہوئی تو تھوڑی ہوئی تو اس کو ہفتہ منانا نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلکہ ہفتہ منانا اسی وقت صحیح معنوں میں کامیاب سمجھا جائے گا۔ جب کام کے نتائج اچھے بر آمد ہوئے ہوں محض اس بات پر قانع ہو جانا کہ بڑے زور شور سے جلسے ہوئے اور بڑی تعداد میں لوگ آئے اور جلسوں میں حصہ لیا درست نہیں ہے اصل کام یہ ہے کہ دوست خود بھی بڑھ چڑھ کر وعدہ کریں۔ اور دوسروں سے بھی وعدہ لیں۔ جس جماعت نے نسبتاً زیادہ سے زیادہ وعدے تعداد اور کمیت میں حاصل کئے ہوں گے۔ اسی نسبت سے اس کی کامیابی بھی سمجھی جائے گی۔ اور جو رپورٹیں کارروائی کی بھیجی جائیں گی۔ ان میں محض جلسوں کی روئداد بیان کر دینا باعث افتخار نہیں۔ بلکہ قابل افتخار یہ امر ہوگا۔ کہ اصل مقصد کے حصول میں کتنی زیادہ کامیابی ہوئی ہے

ہفتہ یا روز جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے کسی مقصد کے حصول کے لئے غیر معمولی جدوجہد کے لئے منایا جاتا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہفتہ ختم ہونے پر وہ غیر معمولی جوش بھی ٹھنڈا پڑ جائے جو اس ہفتہ میں دکھایا گیا ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسے مواقع مشقی ہوتے ہیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ جدوجہد اور محنت کی عادت پڑے۔ تحریک جدید کے وعدوں کی آخری تاریخ ۱۵ فروری تک ہے۔ اس لئے یہ غیر معمولی جوش اس تاریخ تک بڑھتا ہی چلے جانا چاہیئے نہ کہ کم ہونا چاہیئے۔ اس تاریخ تک احباب کو بڑھتی ہوئی سرگرمی کے ساتھ مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد کرنی چاہیئے جو احباب اس ہفتہ میں کسی وجہ سے وعدہ کرنے سے معذور رہے ہوں۔ ان کو اس عرصہ میں وعدہ کی ترغیب و تحریص دلائی جائے:

اصل بات تو یہ ہے کہ جب تحریک جدید ہمیشہ کے لئے ہے اور جماعت احمدیہ نے اس وقت تک تبلیغی جدوجہد جاری رکھنی ہے۔ جب تک تمام دنیا پر خدا تعالےٰ کی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ جس کی میعاد قیامت تک چلی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ سلسلہ قیامت تک جائے گا کیونکہ مخالف بھی قیامت تک رہیں گے تو صاف ظاہر ہے کہ جس جماعت پر یہ فرض کیا گیا ہو کہ اس نے تجدید و احیائے دین کی مہم قیامت تک جاری رکھنی ہے اس کے تھک جانے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ کا کام تو جاری رہے گا: ہاں البتہ جو تھک کر اور ہمت ہار کر بیٹھ جائے گا۔ وہ کاٹ جائے گا۔ اور اس کی جگہ کوئی اور جواں مرد لے گا۔

اس لئے تحریک جدید کے چندوں کے لئے جدوجہد خاص دنوں خاص ہفتوں خاص مہینوں خاص سالوں بلکہ خاص صدیوں تک محدود نہیں۔ جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ ایسے دن اور ہفتے تو مشق کے لئے ہوتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض دفعہ گاڑی کیچڑ میں پھنس جاتی ہے۔ لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور دھکے لگاتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک ذرا منچلا لیڈر بن جاتا ہے۔ اور کہتا ہے "شیرو بس ایک دھکا زور سے لگا دو"۔ مگر جب ایک دھکے سے کام نہیں ہوتا تو وہ پھر وہی الفاظ دہراتا ہے "بس ایک اور" اس وقت کوئی بھی اعتراض نہیں کرتا کہ "یہ کیا ایک دھکا تو لگا دیا"۔ سب دوسرا تیسرا بلکہ چوتھا دھکا لگاتے چلے جاتے ہیں۔ تا آنکہ گاڑی کیچڑ سے پار ہو جاتی ہے۔

لیڈر کا نعرہ صرف لوگوں کی قوت کو مجتمع کرنے اور ان کا جوش زیادہ کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اصل مقصد گاڑی کو کیچڑ سے نکالنا ہوتا ہے۔ جب کامیابی نہ ہو۔ تو لوگ پہلے سے بھی زیادہ زور سے دھکے لگاتے ہیں تھک کر چھوڑ نہیں دیتے۔ دن اور ہفتے منانے بھی اسی طرح ہوتے ہیں۔ تاکہ مشق سے ہم اپنا معیار جدوجہد بلند کرتے چلے جائیں۔

ہمیں یقین ہے کہ احباب سات فروری کے بعد سستانے کے لئے ٹھہریں گے نہیں بلکہ زیادہ جوش سے آگے قدم بڑھائیں گے اور سچی بات تو یہ ہے کہ ؎

منزل عشق سخت ہے اپنا بساط دیکھ لو
جس کا ہے جی چلے چلے جس کا ہے جی رہے رہے

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت ۱۹۵۴ء

۱۶-۱۷-۱۸ اپریل کو بمقام ربوہ منعقد ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت ۱۶ تا ۱۸ شہادت ۱۳۳۳ ہش مطابق ۱۶ تا ۱۸ اپریل بروز جمعہ ہفتہ اور اتوار کو بمقام ربوہ ہوگی جماعتیں اپنے نمائندگان کا انتخاب کر کے اطلاع دیں:

سیکرٹری مجلس مشاورت

نجات کی طرف دوڑو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(۱) "خدا تعالےٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال اس شرط پر مانگ لئے ہیں کہ وہ ان کو جنت دے گا" (قرآن کریم) اے مومنو! کیا تم نے اپنے مالوں کا کوئی حصہ بھی تحریک جدید میں دیا ہے کہ تم خدا سے جنت مانگ سکو؟

(۲) دنیا میں آج خدا تعالےٰ کو قریباً ہر گھر اور ہر ملک سے نکال دیا گیا ہے۔ اے احمدی مخلصو! خدا تعالےٰ نے تم کو مقرر کیا ہے کہ خدا کو اس کے گھر میں داخل کرو۔ کیا تحریک جدید کے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر تم خدا کو اس کے گھر میں داخل نہ کرو گے؟

(۳) سب سے زیادہ مظلوم انسان آج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر سال لاکھوں کتب آپ کے چاند سے زیادہ روشن چہرہ پر گرد ڈالنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ اے محمد رسول اللہ کی محبت کے دعویدارو! کیا تم اس کے جواب میں اپنی جیبوں میں ہاتھ نہ ڈالو گے اور تحریک جدید میں حصہ لے کر اپنی محبت کا ثبوت نہ دو گے؟

— مرزا محمود احمد —

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام کیلئے احمدی مجاہدین کی مساعی

عیسائیوں کے مشنری سکول میں فضیلتِ اسلام پر لیکچر۔ ہالینڈ کے ایک نومسلم کا پادری سے کامیاب مناظرہ

(از مکرم مولوی غلام احمد صاحب بشیر مبلغ ہالینڈ)

اللہ تعالےٰ کے فضل سے عرصہ زیر رپورٹ میں تبلیغ کا کام بدستور جاری رہا۔ اس عرصہ میں قرآن مجید کے ولندیزی زبان میں ترجمہ کی اشاعت کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔ قرآن مجید کے ترجمہ کی چھپوائی اور پروف وغیرہ دیکھنے میں بہت سا وقت صرف ہوتا رہا۔ تاہم دوسرے تبلیغی مواقع سے بھی فائدہ اٹھایا جاتا رہا۔

تقاریر و جلسہ جات

ہالینڈ کے مندرجہ ذیل شہروں میں تبلیغی جلسہ جات منعقد کئے گئے۔ (۱) ہیگ۔ (۲) ایمسٹرڈم (۳) روٹرڈم (۴) اوترخت (۵) آرنہم۔

ہیگ میں تین جلسے کئے گئے۔ جن میں ہمارے نومسلم احباب میں سے مسٹر عبداللہ خان اونک مسٹر واحد خان کاڈون نے تقاریر کیں۔ جو کہ ڈچ پبلک کے لئے خاص طور پر دلچسپی کا باعث ہوتی رہیں۔ مسٹر دلیون جلسوں کی صدارت کرتے رہے۔ ہر جلسہ کے اختتام پر قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تبادلہ خیالات کیا جاتا رہا۔ جس سے حاضرین کو اپنے خیالات کے اظہار کا کافی موقعہ ملتا رہا۔

ایمسٹرڈم میں دو تبلیغی جلسے کئے گئے۔ جن کے لئے اخبار میں اعلان کروانے کے علاوہ زیر تبلیغ دوستوں کو خطوط کے ذریعہ اطلاع دی جاتی رہی۔ ایک جلسہ میں خاکسار نے ضرورت اسلام کے موضوع پر تقریر کی اور ایک دفعہ برادرم مکرم مولوی ابوبکر صاحب نے اسلام کے عقائد کے موضوع پر۔ ہر موقع پر حاضرین کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا جاتا رہا۔

ایمسٹرڈم میں ایک سوسائٹی کی دعوت پر ان کے ہاں تقریر کرنے کا موقع ملا۔ جس میں اسلام کی تعلیم کو وضاحت سے پیش کرنے کی توفیق ملی۔ حاضرین نے نہایت دلچسپی کا اظہار کیا۔

روٹرڈم میں دو جلسے کئے گئے۔ ایک میں مسٹر عبداللہ خان اونک نے تقریر کی۔ اور دوسرے میں مسٹر واحد نے۔ مقدم الذکر تقریر کا موضوع "اسلام یورپ میں" اور مؤخر الذکر کا موضوع "روحانی ترقی" تھا۔ دونوں دوستوں نے نہایت مؤثر انداز میں تقاریر فرمائیں۔ حاضرین نے بعد میں سوالات کے رنگ میں اپنی دلچسپی کا اظہار کیا۔

اوترخت میں دو جلسے کئے گئے۔ جن میں خاکسار نے اسلام بمقابلہ دیگر مذاہب اور اسلام مکمل مذہب ہے۔ کے موضوع پر تقاریر کیں۔ حاضرین کو تقاریر کے بعد سوالات کا موقعہ دیا جاتا رہا۔ قریباً اڑھائی گھنٹہ تک ہر جلسہ جاری رہا۔

آرنہم۔ اس جگہ پہلی دفعہ جلسہ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی حاضری ہو گئی۔ خاکسار نے "یورپ میں اسلام کی ضرورت" کے موضوع پر پون گھنٹہ تک تقریر کی۔ اور بعد میں حاضرین کو تبادلہ خیالات کا موقعہ دیا گیا۔ بہت سے احباب نے ہمارا لٹریچر بھی خریدا۔ اور نہایت دلچسپی کا اظہار کیا۔

عیسائی مشنری سکول

لائڈن کے پاس ایک چھوٹے سے شہر میں ایک عیسائی مشنری سکول ہے۔ جہاں عیسائیت کے مبلغین کو ٹرینڈ کر کے دوسرے ممالک میں تبلیغ عیسائیت کے لئے بھجوایا جاتا ہے۔ بعض لوگ شروع سے ہی مشنری سکول میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مگر بعض ڈاکٹری اور نرسنگ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس جگہ کچھ عرصہ کے لئے مشنری تعلیم کے حصول کے لئے وقت صرف کرتے ہیں۔ اس سکول کے ڈائریکٹر کی طرف سے مولوی ابوبکر صاحب ایوب کو تقریر کرنے کی دعوت ملی۔ جسے خوشی سے قبول کر لیا گیا۔ تقریر کا موضوع تھا "اسلامی عقائد" حاضرین میں علاوہ مشنری طلباء کے ڈاکٹر اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اور پرانے انڈونیشیا کے ملازمین بھی شامل تھے۔ مولوی صاحب نے پون گھنٹہ تک نہایت وضاحت سے اسلامی عقائد کو پیش کیا۔ اور درمیان میں اختلافی مسائل کی طرف بھی توجہ دلاتے رہے۔ تقریر کے بعد حاضرین کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ بہت سے دوستوں نے سوالات کئے۔ جن کے جوابات خاکسار نے دیئے۔ یہ جلسہ سوالات و جوابات قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ ہیگ سے مسٹر عبداللہ خان اونک۔ مسٹر دلیون اور محترمہ ناصرہ زوربیق کو بھی ساتھ لے گئے تھے۔ تا کہ ان مشنریوں کو پتہ چل جائے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہالینڈ میں بھی اسلام ترقی کر رہا ہے۔

بعض سوالات ایسے تھے۔ جن کا تعلق یورپ کے مسلمانوں کے ساتھ براہِ راست تھا۔ اس لئے ایسے سوالات کے جوابات نومسلمین سے ہی دلوائے گئے۔ جلسہ کے اختتام پر صدر جلسہ نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ کہ تبادلہ خیالات نہایت ہی اچھے طور پر کیا گیا۔ اور یہ جلسہ اس بات کا ثبوت تھا۔ کہ مختلف خیالات کے لوگ نہایت پُر امن طریق پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

بعد میں قریباً پون گھنٹہ تک حاضرین کے ساتھ انفرادی طور پر گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ بہت سے افراد جو مجلس میں سوالات نہیں کر سکتے تھے۔ الگ سوالات کر کے اپنی تسلی کرواتے رہے۔ مسیح کی صلیب اور قبر مسیح پر بھی بعض احباب سے گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ ہمارے دلائل سن کر وہ تعجب کرنے لگے۔ اور ایک خاتون نے کہا۔ کہ اگر اس کو مان لیا جائے۔ تو پھر چرچ خود بخود گر جاتا ہے۔ اور ہم یہ تسلیم نہیں کر سکتے۔ کہ صدیوں سے لوگ ایک بے بنیاد امر کو مانتے رہے ہوں۔ مسٹر عبداللہ خان اونک کہنے لگے۔ کہ اگر چرچ قائم نہیں رہتا۔ تو کوئی بات نہیں۔ اس کی جگہ مسجد لے لیگی۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ لوگ ایک بات بغیر سوچے مانتے چلے آ رہے ہوں۔ اور بعد میں جب ان پر ان کی غلطی واضح کی جائے۔ تو وہ اس بات کو چھوڑ دیں۔ جیسا کہ مشرکین کا حال ہے۔

الحمد للہ کہ ہمارا سارا وقت ہی تبلیغ میں گزرا اور بہت سے لوگوں کو پیغام حق پہنچانے کا موقعہ ملا۔ ایسے لوگوں کو جو در اصل اسلام کی بیخ کنی کرنے کے لئے اسلامی ممالک کی طرف جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امید ہے۔ کہ اس جلسہ سے انہیں یہ معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ اب عیسائیت اسلام پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتی۔ بلکہ وہ اسلام کے مقابلہ میں مغلوب ہو گی۔ اور وہ دن دور نہیں۔ کہ بہت سے فرزندانِ تثلیث اس بے بنیاد عقیدہ کو خیرباد کہہ کر حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ وہ دن قریب سے قریب تر کر دے۔

مناظرہ

اس عرصہ میں ایک عیسائی پادری کی طرف سے مناظرہ کی طرح ڈالی گئی۔ یہ پادری صاحب ہیگ میں بطور مشنری کام کرتے ہیں۔ کسی وقت پارلیمنٹ میں ممبر بھی رہ چکے ہیں۔ لڑائی سے قبل دہریوں اور بعض دیگر خیال کے لوگوں سے بھی مناظرات کرتے رہے ہیں۔

مناظرہ کا موضوع تثلیث الوہیت مسیح۔ ہماری طرف سے مسٹر عبداللہ خان اونک مناظرہ کرنے کے لئے مقرر ہوئے۔

مناظرہ کا اعلان ہیگ کے تین اخباروں میں کیا گیا۔ ان اخباروں نے خبر کے طور پر بھی اسے شائع کیا۔ ہمارا خیال تھا۔ کہ شاید اتنے لوگ نہ آئیں۔ تاہم ہم نے یک صد افراد کے لئے جگہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ مگر مناظرہ کے موقع پر ساٹھ ستر افراد زیادہ آ گئے۔ مگر جگہ کے نہ ہونے کی وجہ سے انہیں واپس جانا پڑا۔ بعض لوگ مناظرہ کے شوق میں ایمسٹرڈم اور روٹرڈم سے بھی آئے ہوئے تھے۔

اس مناظرہ کی صدارت کے لئے فریقین کی رضامندی سے بدھی بیرسٹر مسٹر جستونیا کو صدر بنایا گیا۔ جنہوں نے صدارت کے فرائض کو نہایت ہی عادلانہ طور پر نبھایا۔ اپنی صدارتی تقریر میں انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ کہ اب صلح و آشتی کے ساتھ اس طرح مختلف خیال رکھنے والے لوگ تبادلہ خیالات کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ اب بجائے تلوار کے ذریعہ فیصلہ کرنے کے الفاظ کے ذریعہ فیصلہ جات کی طرف میلان ہو رہا ہے۔ انہوں نے ہمارے مشن کا نہایت اچھے الفاظ میں ذکر کیا۔

دونوں مناظرین نے تین تین تقاریر کیں اور نہایت اچھے پیرایہ میں اپنے خیالات و عقائد کا اظہار کیا۔ حاضرین نے دونوں مقررین کی تقاریر کو نہایت متانت سے سنا اور تمام لوگ نہایت ہی اچھا اثر لے کر گئے۔ بعد میں اخبارات میں بھی اس مناظرہ کی خبر شائع ہوئی۔

انفرادی تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ روزانہ بعض افراد مشن ہاؤس میں تشریف لا کر تبادلہ خیالات کرتے رہے۔

خطبات جمعہ میں احباب جماعت کی تربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مضامین بیان کئے جاتے رہے۔ دسمبر کے شروع سے ہر جمعہ کی شام کو درس کا سلسلہ بھی جاری کیا گیا ہے۔ آخر میں ناظرین المصلح کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے۔ کہ از راہِ کرم ہمارے مشن کی ترقی کے لئے خاص طور پر دعا فرماتے رہیں۔ تا اللہ تعالےٰ اسلام کی فتح کا دن قریب سے قریب تر کر دے۔ اور توحید کا بول بالا ہو۔ آمین۔

کاروباری جدّتیں

(از منظور احمد صاحب)

آپ دیکھتے تو ہوں گے۔ کہ زمانہ نہایت برق رفتاری کے ساتھ جہاں اور چیزوں میں آگے دوڑ رہا ہے۔ وہاں کاروبار میں بھی بہت ترقی کر رہا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ دنیا کی ہر چیز رنگ روپ بدلتی جا رہی ہے۔ اگر آپ بھی تاجر ہیں۔ اور اپنے کاروبار میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ تو آپ بھی دنیا کے تجارتی حالات کا جائزہ لے کر کاروبار میں ترقی کرنے کی کوشش کریں۔ خیالات میں جدت پیدا کریں۔ اور فروختگی مال کے نئے نئے ڈھنگ نکالیں۔ اپنی مصنوعات کی مقبولیت کے لئے دماغ سے نئی نئی جدتیں نکالیں۔ اور اس کی مقبولیت کے لئے دن رات ایک کر دیں۔ اور غیر ملکی فرموں کے پتے معلوم کر کے ان کو اپنے نمونے بھیجیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ یورپین تاجر اپنے کاروبار کو فروغ دینے کے لئے عجیب غریب جدتیں کرتے ہیں۔ ذیل میں ان میں سے بعض درج کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ ہمارے ملکی تجارتی بھائی ایسی جدتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اس طرح وہ تجارت میں بھی غیر ملکوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہو سکیں گے۔

(۱) ایک دوکاندار جس کا کاروبار اپنے شہر و صوبہ میں کافی ہے۔ رات دن ان اصحاب کے پتوں کی تلاش میں رہتا ہے کہ جن کی شادی ابھی ابھی ہوئی ہو۔ پتہ چل جانے پر ان کو مبارک باد کی چٹھی لکھتا ہے۔ اور اپنی دوکان کی مختلف اشیاء کی فہرست مثلاً خوشبودار تیل۔ کریم۔ فرنیچر وغیرہ جن کی شادی شدہ اصحاب کو ضرورت ہوا کرتی ہے۔ بھیج دیتا ہے۔ شادی شدہ اصحاب اس کی اس جدت طرازی پر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور دوکان پر سے یا بذریعہ ڈاک سامان منگواتے ہیں۔ اور ہمیشہ کے لئے اس کے مداح اور خریدار بن جاتے ہیں۔

(۲) لندن کے ایک سوداگر نے جس کے پاس بے شمار چائے پڑی تھی۔ اور فروخت نہ ہوتی تھی۔ اس نے اس کے بیچنے کا نیا ڈھنگ نکالا۔ اخبارات میں اشتہار دیا کہ "اس نے چائے کے ایک ہزار ڈبوں میں سے چار ڈبوں میں ایک ایک پونڈ ڈال دیا ہے۔ خریدار تشریف لا کر اس کی دوکان سے چائے خریدیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی خوش قسمتی سے ان کو بھی وہ ڈبہ مل جائے۔ جس میں ایک پونڈ ڈالا گیا ہے۔"

وہ اصحاب جو چائے خریدنے کے خواہشمند تھے۔ دوسری دوکانوں سے خریدنے کی بجائے بھاری تعداد میں اس کی دوکان سے پونڈ کے لالچ پر چائے خریدنے لگے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا سارا اسٹاک ختم ہو گیا۔

(۳) ایک جوہری نے اپنے علاقے کی تمام امیر عورتوں کے یوم پیدائش معلوم کر کے رجسٹر میں فائل رکھا۔ اور ان کے یوم پیدائش سے ایک ہفتہ پہلے نہایت خوبصورت کاغذ پر تاجر مبارک باد اور جواہرات کی فہرست پیش کرتا۔ اس طریقے سے شہر کی امیر عورتیں بھاری تعداد میں زیورات اور جواہرات اس کی دوکان سے خریدنے لگیں۔ بالکل اسی طریقے سے ہم بھی اپنی مصنوعات پارچات اور مٹھائیاں وغیرہ فروخت کر سکتے ہیں۔

(۴) ایک بڑی بھاری لانڈری کے مالک نے لوگوں میں اپنا نام مشہور کرنے اور اپنی شرافت کا سکہ بٹھانے کے لئے مندرجہ ذیل ڈھنگ نکالا۔ وہ تمام دھلے کپڑوں کو دیکھتا۔ اور ان میں سے جو کپڑا اچھی طرح دھلا ہوا نہ ہوتا۔ اس پر ایک مطبوعہ لیبل لگا دیتا۔ جس پر یہ مضمون درج ہوتا۔

"یہ کپڑا اتنا اچھا اور صاف نہیں ہے جیسا کہ ہم چاہتے تھے۔ مگر آپ کو دیر سے بچانے کے لئے اسی حالت میں دیا جا رہا ہے آپ دوسرے ہفتہ دوبارہ اس کو مفت دھلوا سکتے ہیں۔ اس کا لیبل ہرگز نہ اڑائیں

آپ کا دعا گو مالک لانڈری"

اس کی اس جدت طرازی نے اس کے کاروبار کو چار چاند لگا دیئے۔

اسی طرح ایک دوسری لانڈری اپنے گاہکوں کے کپڑوں کے ٹوٹے بٹن از خود لگا دیتی۔ اور پھٹے ہوئے کپڑوں کو دھونے سے قبل سی دیتی۔ اور کپڑے دیتے وقت ان میں ایک چٹ ڈال دیتی۔ کہ فلاں کپڑے کو سیا گیا۔ اور بٹن لگایا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس کے گاہک اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو اسی لانڈری سے کپڑے دھلوانے کی پُرزور سفارش کرنے لگے۔

(۵) ایک امریکن نوجوان بے کاری کے ہاتھوں نالاں و پریشان تھا۔ ایک روز وہ ایک مشہور صنعتی رسالہ پڑھ رہا تھا۔ کہ یکایک اسے روپیہ کمانے کی ایک انوکھی ترکیب سوجھی۔ اس نے بازار سے سیاہ جست کی سیر خرید لیا۔ اور اسے ایک ایک سیر کے ڈبوں میں بھر لیا۔ اس کے بعد اس نے دوکان کی تلاش شروع کی۔ چنانچہ شہر کے ایک آباد کوچے میں چند فٹ مربع دوکان بھی مل گئی۔ اس دوکان کو اس نے اشتہاروں۔ بجلی کے لیمپوں اور سائن بورڈوں سے خوب سجایا۔ اور ہزاروں کی تعداد میں ہینڈ بلز دستی اشتہار پوسٹر اور ٹریکٹ چھپا کر غریب۔ مزدور بچوں۔ بوڑھوں اور نوجوانوں کے ذریعہ شہر میں تقسیم کروا دیئے۔ اور مشہور کیا۔ کہ

"جو عورت یا مرد اس کے "سٹوو پالش" کے زیادہ سے زیادہ لیبل اتار کر اسے لا دیگا۔ اسے ہر سنیچر وار کو پندرہ روپے انعام دیا جائیگا"

بس پھر کیا تھا؟ دوڑ شروع ہو گئی۔ پندرہ روپوں کے انعام کے لالچ میں لوگوں نے سٹوو پالش کے ڈبے خریدنا شروع کر دیئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ اگلے سنیچر وار تک اس نے پانچ سو سے زائد ڈالر بطور نفع کمائے۔ چنانچہ مقررہ دن کو چند معززین کی موجودگی میں انعام ایک مستحق عورت کو دیا گیا۔ اور اس عورت سے انعام مذکور کی رسید کے علاوہ مذکورہ معززین سے ایک تصدیقی سرٹیفکیٹ بھی لے لیا۔ اور اس طرح اسی روز ہزاروں کی تعداد میں نئے پوسٹر۔ اشتہار اور ٹریکٹ چھپوائے۔ ان پوسٹروں اشتہاروں اور ٹریکٹوں میں گذشتہ سنیچر وار کے انعام۔ رسید اور سرٹیفکیٹ کی نقول بھی شائع کی گئی تھیں۔ اس سے عوام پر نہایت ہی اچھا اثر ہوا۔ اور سنیچر وار کو پہلے سے بھی زیادہ بکری ہوئی۔ اور منافع کی وجہ سے روپوں کے ڈھیر لگ گئے۔ پس جو لوگ یہ چاہتے ہوں۔ کہ وہ روپیہ کمائیں۔ تو وہ اپنے حریفوں کی نقالی کرنے کی بجائے اپنے کاروبار میں کوئی ایسی جدت پیدا کریں۔ کہ لوگ آپ کے دماغ پر عش عش کر اٹھیں۔ اور آپ کے پاس روپوں کے ڈھیر لگ جائیں۔

(۶) جواہرات کے ایک سوداگر نے اپنی دوکان کو ایسی نفاست سے آراستہ کیا۔ کہ وہ عجائب گھر بن گئی۔ اور لوگ اسے دیکھنے کے لئے آنے لگے۔

اس نے دیواروں کو سرسبز شاداب پہاڑوں کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ اور ان میں پانی چھوڑ دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ جیسے وہ کوئی چھوٹی سی قدرتی پہاڑی ہے۔ جس میں صاف و شفاف پانی کی ندی بہ رہی ہے۔

سامنے کی طرف دیوار پر چار تصویریں تھیں۔ ایک میں چاندنی رات کا منظر دکھایا گیا تھا۔ دوسری میں طلوع آفتاب کا پُر سحر نظارہ پیش کیا گیا تھا۔ تیسری میں ایک ندی کا پل بندھا تھا۔ چوتھی میں دو ہرن تھے۔ جو پاس پاس کھڑے ایک دوسرے کو محبت کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

ایک طرف چھوٹے چھوٹے تاریک غار بنائے گئے تھے۔ ان کے اندر پتھروں میں زیورات رکھے گئے تھے۔ اس طرح جس طرح راہ گذر کی غلطی سے گر گئے ہوں۔ یہ غار بالکل تاریک تھے۔ اور ان کو بجلی کی روشنی سے منور کیا گیا تھا۔

اس کاروباری جدت طرازی نے اہل شہر کے دل موہ لئے۔ وہ بار بار یہ دلکش منظر دیکھنے کے لئے آتے تھے۔ اور دوکاندار کی بکری میں اضافہ ہوتا تھا۔ کاروباری قابلیت کے یہ معنی نہیں۔ کہ باپ کی کمائی کے روپے خرچ کر کے مال خریدا۔ اور اسے ڈبوں میں بھر کر بیٹھ گئے۔ دنیا کا ہر سست اور نالائق آدمی بھی ایسا کر سکتا ہے۔ کاروباری دنیا میں قابل آدمی وہ ہے جو اپنی دوکان پر لوگوں کو بلا سکے۔ اور پھر ان کی جیب سے روپیہ نکلوا سکے۔ لیکن کس طرح؟ یہ اپنی اپنی عقل و تمیز اور سمجھ پر منحصر ہے۔

(۷) آزاد رائے۔ ایک سوداگر سلائی شدہ کپڑے فروخت کیا کرتا تھا۔ اس نے اپنی دوکان کے سامنے ایک صندوقچی لٹکا دی۔ جو ہر وقت کھلی رہا کرتی تھی۔ اس کے اندر ایک رجسٹر اور ایک پنسل رکھ دی۔ اور رجسٹر پر "رائے بک" لکھ دیا۔ اور دوکان پر ایک بورڈ لگا دیا۔ جس پر یہ لکھا تھا۔ کہ اس دوکان کے مال کے متعلق ہر شخص آزادی سے اپنی رائے رجسٹر پر درج کر سکتا ہے۔ یہ انتظام کر کے سوداگر نے اشتہار دیا۔ اور ڈھنڈورا پٹوا دیا۔ کہ

"ہم عمدہ اور پسندیدہ مال فروخت کرتے ہیں۔ اور مال کی خوبی پر بھروسہ کر کے یہ قاعدہ مقرر کرتے ہیں۔ کہ جو شخص ہماری دوکان سے مال خریدے۔ وہ بعد تجربہ جب چاہے رائے بک میں اپنی رائے درج کر دے۔ کہ آیا مال اچھا تھا یا بُرا۔ یہ تجویز ہم نے اس واسطے نکالی ہے۔ کہ ہم کو پبلک کی رائے کا خیال رہے۔ اور ہم کبھی خراب مال رکھنے کی جرأت نہ کر سکیں۔ بلکہ ہمیشہ اچھا مال رکھا کریں۔"

تجویز معقول تھی۔ اس لئے ہر شخص نے مال وہیں سے خریدنا شروع کیا۔ خریدتے وقت ہر شخص کو سبز رنگ کا ٹکٹ دیا جاتا۔ جو "رائے بک" پر رائے دینے کا اجازت نامہ تھا۔ اب سوداگر نے واقعی مال اچھا رکھنا شروع کر دیا۔ اور خریداروں نے اس کے متعلق نیک رائیں درج کرنا شروع کر دیں۔ چنانچہ اس ترکیب سے اس کی بکری بہت بڑھ گئی۔

(۸) "مرمت مفت" اسی طرح ایک بوٹ فروش نے اشتہار دیا۔ کہ جو بوٹ ہماری دوکان سے خریدے جائیں گے ہم ان کی مفت مرمت کر دینے کے ذمہ دار ہوں گے۔" اس ترکیب سے بہت خریدار اس کی دوکان پر آنے لگے۔ اس کے لئے معمولی تنخواہ کا ایک موچی دوکان کے سامنے بٹھا دیا۔ ہر خریدار کو مال کے ہمراہ ایک ٹکٹ دیا جاتا جس [illegible]

ہاتھ سے کام کر کے زائد آمدنی پیدا کرو

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ "تیسری تحریک میں عورتوں میں بھی یہ کرنی چاہتا ہوں کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے کاروبار ملازمت اور روزگار کے کام کے علاوہ اپنے ہاتھ سے کام کر کے زائد آمد پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اور یہ زائد آمدنی اگر غریب ہو تو اس کا ایک حصہ اور امیر ہونے کی صورت میں ساری کی ساری سلسلہ کو بطور چندہ پیش کر دے۔ عورتیں سوت کات کر یا پرانے آزار بند تیار کر کے میری اس تحریک پر عمل کر سکتی ہیں" مومن اپنا ایک منٹ بھی بیکار ضائع نہیں کرتا۔ حضور کے اسی ارشاد پر تو ایک ماہ گذر چکا ہے۔ لیکن ابھی تک لجنات اماء اللہ کی طرف سے کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ ہر جگہ مستورات حضور کی اس تحریک پر عمل کریں اور رپورٹ بھجوائیں۔

(جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

اخبار ریویو آف ریلیجنز کی خریداری کی طرف توجہ فرمائیں

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اولیٰ کا تعلق تکمیل شریعت کے ساتھ تھا۔ اسی طرح آپ کی بعثت ثانیہ کا تعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود باجود میں ہوئی۔ تکمیل اشاعت کے ساتھ ہے۔ چنانچہ اشاعت دین کے اس پروگرام کو مکمل کرنے کے لئے جس کا ذکر حضور علیہ السلام نے تفصیلاً رسالہ "فتح اسلام" میں فرمایا ہے۔ حضور نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی اور اردو زبان میں جاری فرمایا۔ یہ رسالہ ۱۹۰۲ء میں جاری ہوا۔ اور تقسیم ملک کے قیامت خیز ہنگامہ تک جاری رہا۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی والمصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ و اطلع شموس طالعہ کی خاص توجہ سے قریباً چار سال کی تعویق کے بعد یہ رسالہ انگریزی میں جاری کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا۔ تو یہ واقعہ سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا۔ وہ وقت آتا ہے۔ کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں۔ تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہ ہوگا"

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

"اگر اس رسالہ کی اشاعت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار پیدا ہو جائے تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں۔ تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے"

"سو اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ اس کام کیلئے ہمت کرو۔ خدا تعالیٰ آپ تمہارے دل میں القا کرے۔ کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔ اب اس سے زیادہ کیا لکھوں۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دیوے" آمین۔ (ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۰۳ء)

اس رسالہ کی اشاعت کیلئے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس درد بھری اپیل پر نصف صدی گذر چکی ہے۔ لیکن افسوس کہ حضور کی اس خواہش کو ہم پچاس سال کے طویل عرصہ میں بھی پورا نہیں کر سکے۔ حضور علیہ السلام نے آج سے پچاس سال قبل جماعت کی تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ ریویو کی اشاعت کو دس ہزار تک پہنچانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آج جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد میں اس وقت کی نسبت کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ جماعت کی ذمہ داری اس رسالے کے بارے میں کس قدر بڑھ چکی ہے۔

اس لئے احباب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشائے مبارک کو پورا کرتے ہوئے اپنا دست اعانت بڑھائیں۔ اور (۱) خود اس کی خریداری قبول فرمائیں (۲) غیر احمدی اور غیر مسلم دوستوں میں اس کے خریدار پیدا کرنے کی سعی فرمائیں۔ (۳) دنیا کے مختلف ملکوں کی لائبریریوں اور سوسائیٹیوں اور دنیا کی بڑی بڑی مذہبی شخصیتوں خاص طور پر مستشرقین یورپ و امریکہ کو رسالہ مفت بھجوانے کے لئے زیادہ سے زیادہ امداد فرمائیں (۴) احباب رسالے باہر بھجوانے کے لئے عطیہ جات ارسال فرمائیں۔ کیونکہ اگر مخلصین نے اس کی خریداری کو قبول نہ کیا۔ اور اس کی اعانت نہ فرمائی۔ تو پھر وہ کون لوگ ہوں گے۔ جو اس کام کے لئے آگے بڑھیں گے۔ اور عدم توجہی کے باعث اگر یہ رسالہ خدانخواستہ بند ہو گیا۔ تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس علمی یادگار کو قائم رکھنے کے لئے احباب مندرجہ بالا باتوں کو پیش نظر رکھ کر فوری توجہ فرمائیں۔ اندرون ملک کے لئے رسالہ کی سالانہ قیمت دس روپے ہے۔ اور باہر بھجوانے کے لئے بھی اسی قدر امداد فی رسالہ مطلوب ہے (وکالت دیوان التعلیم تحریک جدید ربوہ)

اخبار "بدر" قادیان کے داخلہ سے پابندی اٹھا دی گئی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

جیسا کہ احباب کو معلوم ہوگا۔ حکومت نے اخبار بدر قادیان کا داخلہ مغربی پنجاب میں بند کیا ہوا تھا۔ اب یہ پابندی حکومت نے دور کر دی ہے۔ اس لئے احباب کو چاہیئے کہ وہ اس اخبار کے زیادہ سے زیادہ خریدار پیدا کر کے اس کی اشاعت کی توسیع میں مدد فرمائیں۔ اور اپنے چندے و بقایا جات وغیرہ دفتر محاسب میں جمع کرا کے اپنے تازہ پتوں سے دفتر بدر قادیان کو مطلع فرمائیں۔ (مرزا بشیر احمد دفتر حفاظت مرکز ربوہ)

قابل توجہ سیکرٹری صاحبان لجنات اماء اللہ

مجلس مشاورت ۱۹۳۷ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فیصلہ فرمایا تھا کہ آئندہ مردوں کے علاوہ ایسی مستورات سے بھی چندہ وصول کیا جائے۔ جن کی کوئی آمدنی ہو۔ البتہ ایسی مستورات کو جن کی آمدنی معین نہ ہو حق ہوگا۔ کہ وہ حسب حالات و حیثیت چندہ میں حصہ لیں۔ اور وہ بالمقطع ماہوار چندہ کی رقم معین کر دیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر ایک جماعت کی سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ اپنی اپنی جماعت کی مستورات کے چندہ کا محاسبہ کریں اور جن احمدی مستورات کے ذمہ سال رواں کا کوئی چندہ واجب الادا ہو۔ ان سے ان کے چندہ کی وصولی کا مناسب انتظام کریں۔ اور جس قدر ماہوار چندہ مستورات کی رقم وصول ہوا کرے۔ وہ ہر ماہ کی بیس ۲۰ تاریخ تک مرکز میں ارسال فرمایا کریں۔

مناسب ہوگا۔ کہ ہر جماعت کی سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ اپنی اس کارگذاری کی رپورٹ نظارت ہذا کو بھی بھجوا دیا کریں۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

ضروری اعلان

ایسے احمدی احباب جو کسی باقاعدہ قائم شدہ جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔ یا کوئی ایسی جماعت ان کے قریب نہیں ہے۔ کہ اپنا چندہ باقاعدگی و پابندی کے ساتھ اس میں ادا فرما سکیں۔ تو انہیں چاہیئے کہ اپنا نام و پتہ مرکز میں بھجوا کر نظارت بیت المال میں اپنا انفرادی کھاتہ کھلوا لیں۔ اور اپنے ہر قسم کے چندوں کی رقوم براہ راست مرکز میں بھجواتے رہیں۔ نیز جن احباب کو ایسے افراد کا علم ہو۔ وہ بھی براہ مہربانی ان کے نام و پتہ سے اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

تبصرہ

احمدی جنتری ۱۹۵۴ء: اس جنتری کا یہ سینتیسواں ۳۷ سال ہے۔ تیس سال تک قادیان نکلتی رہی۔ اور اب سات سال سے پاکستان سے شائع ہوتی ہے۔ اس میں مفید تبلیغی مضامین درج ہیں۔ قیمت ۶/ ایک روپیہ کی تین کاپی۔

ادعیۃ الرسولؐ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا مجموعہ سلیس اردو میں ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ قیمت ۳/

تفسیر سورہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ۔ جس میں حضور نے پوری سورۃ جمعہ کی تفسیر مدلل طور پر بیان کی اور ہر زمانہ میں مزکی کی ضرورت پر زور دیا۔ تبلیغ کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ۸/

سیرت مسیح موعودؑ:۔ رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت اور حضور کا دعویٰ اور دلائل۔ حضور کی مشکلات۔ حضور کی پیشگوئیاں۔ حضور کا کام۔ حضور کے قائم کردہ سلسلہ کے حالات۔ الغرض حضور کی مختصر سوانح کا نہایت مفید مرقع ہے۔ ۶۸ صفحات کا رسالہ۔ چھپائی لکھائی عمدہ۔ قیمت ۸/ یہ کتب محمد یامین صاحب تاجر کتب ربوہ ضلع جھنگ سے منگوائی جا سکتی ہیں۔

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور پاکیزہ کرتی ہے

لاہور میں امن وامان کا قیام سب کی مشترکہ ذمہ واری تھی

۲ مارچ کا جلوس حکومت کے ساتھ جنگ کرنے کے برابر تھا

تحقیقاتی عدالت میں سید اعجاز حسین شاہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کا بیان

گذشتہ سے پیوستہ

سوال: کیا آپ کو مولانا داؤد غزنوی کی تقریر کا خلاصہ یاد ہے؟ جواب: مجھے ان کے الفاظ ٹھیک ٹھیک یاد نہیں ہیں۔ لیکن انہوں نے کہا یہ تھا کہ یہ ایسا سوال نہیں ہے جو ہمارے شہر تک محدود ہے۔ بلکہ پورے صوبے سے کلی طور پر تعلق رکھتا ہے اور حکومت کو صوبائی پیمانے پر کوئی فیصلہ کرنا چاہیئے

سوال: کیا کسی اور شخص نے کوئی تقریر کی تھی۔ اور اگر کی تھی تو اس کا کیا مفہوم تھا؟ جواب: مسٹر ابو سعید انور ایم ایل اے نے کہا کہ مجھے حاضرین کے دستخطوں سے اپیل جاری کرنے کی افادیت پر شک ہے۔ اور انہوں نے مشورہ دیا کہ یہ اپیل تمام سیاسی جماعتوں کے راہنما مشترک طور پر کریں۔

ملک شوکت علی نے مسٹر ابو سعید انور کے نقطۂ نظر کی پوری تائید کی۔

ملک غلام نبی نے کہا کہ عوام کے احساسات بھڑک اٹھے ہیں اور انہوں نے مشورہ دیا کہ عوام سے اپیل کرنے کے لئے علماء کا ایک اجلاس طلب کیا جائے

میں اس جلسے کی نامکمل روئداد کی ایک نقل داخل کر رہا ہوں (ڈی ای ۳۲۱)

سوال: کیا آپ نے اپنی مساعی کے نتیجے کی رپورٹ کسی ذمہ دار شخص کو پیش کی تھی؟ جواب: جی ہاں! اس کے بعد مجھے گورنمنٹ ہاؤس بلایا گیا تھا کیونکہ وہاں عمائدین کا ایک اور جلسہ ہونے والا تھا ——— یہ جلسہ علیحدہ بلایا گیا اور اس رپورٹ کا نتیجہ نہیں تھا۔ جو میں نے پیش کی تھی۔ سوال: آپ کا کہنا ہے کہ ۲۸ فروری کو فیصلہ کیا گیا تھا کہ دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت کوئی حکم نافذ کیا جائے۔ اس فیصلہ کا کون ذمہ دار ہے کیا آپ نے رائے دی تھی۔ کہ اسے نافذ کیا جائے۔ اس لئے کہ کسی اور نے ایسا ہی کیا یا اتفاق رائے ہی اس پر تھا؟ جواب: درحقیقت میں کئی بار کہہ چکا ہوں کہ تنہا میں ہی ایک ایسا افسر نہیں تھا۔ جسے اس کا فیصلہ کرنا تھا۔ یہ ایک ایسا سوال تھا۔ جس پر سول لائن تھانہ میں جمع ہونے والے تمام افسروں کو غور کرنا تھا۔ اور کوئی فیصلہ کرنا تھا بہت ممکن ہے کہ میں نے اس بات کا ذکر کیا ہو کہ دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکم نافذ کرنے کے سوال پر غور کیا جائے۔ میں نے بار بار کہا ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی پوزیشن دوسرے اضلاع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں سے مختلف ہے۔ یہاں وہ حکومت کی آنکھوں کے عین سامنے موجود ہوتا ہے۔ اور اس طرح کے حالات میں امن وامان قائم رکھنے میں وہ اتنا ہی ذمہ دار ہوتا ہے۔ جتنا کمشنر یا آئی جی یا ڈی آئی جی بلکہ اس سلسلہ میں یہاں تک کہنا چاہیئے کہ وزیر اعلیٰ یا عزت مآب گورنر ذمہ دار ہوتے ہیں لاہور میں امن وامان کی برقراری سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ سوال (عدالت کی طرف سے) کیا ان میں کوئی ایک شخص دوسرے سے آزاد ہو کر کارروائی نہیں کر سکتا؟ جواب: جی نہیں۔ سوال: پھر ذمہ داری مشترکہ کیسے ہے؟ جواب: وہ حکومت کے اجزاء لاینفک ہیں اور دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ان سے مشورہ کرے۔

سوال: عملی ذمہ داری کس کی ہے۔ جواب: ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور پولیس کی۔

اپنی جرح جاری رکھتے ہوئے وکیل نے دریافت کیا۔ کہ کیا ان کے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ مشترکہ ذمہ داری کے اس تصور کی وجہ سے آپ کی ذمہ داریوں کی عہدہ برآری میں رکاوٹ پڑی؟ گواہ نے نفی میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس کے سوا نہیں کہ مجھے ان کے مشورے کو مناسب طور پر ملحوظ رکھنا ہوتا تھا۔ سوال: (عدالت کی طرف سے) کیا یہ صحیح ہے کہ لاہور کی صورت حال اسلئے خراب ہوئی کہ ان لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ جن سے مشورہ کرنا ہوتا تھا؟ جواب: جی ہاں! ایک حد تک۔ سوال: ایس ایس پی نے کہا ہے کہ لاہور میں جیسے ہی کوئی بحران پیدا ہوتا ہے۔ ان کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ آئی جی پولیس کے فیصلوں پر فوراً عمل کریں۔ کیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی پوزیشن بھی ایسی ہی ہوتی ہے؟ جواب: جہاں تک ان کا تعلق ہے میں ایس ایس پی کے نقطۂ نظر کی پوری تائید کرتا ہوں اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے معاملے میں بھی کسی حد تک یہ ٹھیک ہو سکتا ہے

سوال: کس حد تک۔ جواب: میں اس سلسلہ میں ایک مثال دوں گا۔ ۵ مارچ کو جو جلسہ ہوا تھا اس میں مجھ سے کہا گیا تھا کہ میں کرفیو کے اوقات بدل دوں۔ مجھ سے نہ کہا جاتا تو میں شاید اوقات کو نہ بدلتا

عدالت نے کہا کہ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جواب کے ساتھ "کسی حد تک" کی شرط نہیں لگانی چاہیئے۔ سوال: کیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کے قانونی اختیار تمیزی کو اعلیٰ حکام کنٹرول کرتے ہیں؟ جواب: ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کے قانونی اختیارات تمیزی میں اعلیٰ تر ذمہ دار دخل اندازی کرتے ہیں۔ سوال: آپ کے اختیارات تمیزی کو کون عہدیدار کنٹرول کرتا ہے۔ مثلاً اس طرح کے فسادات کی صورت میں جن کی ہم تحقیقات کر رہے ہیں۔ دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت کارروائی کرنے کے اختیارات تمیزی کو کون کنٹرول کرتا ہے؟ جواب: وہ کمشنر ہو سکتا ہے، ہوم سیکرٹری اور وزیر اعلیٰ بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ امن وامان کا وہ انچارج ہوتا ہے۔ سوال: آپ کا اگر یہ خیال ہوتا کہ دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکم کا نفاذ ضروری ہے لیکن کسی ایسے اعلیٰ تر افسر سے جس کا آپ نے ابھی ابھی ذکر کیا ہے آپ مشورہ کرتے اور وہ اس کے برعکس مشورہ دیتے تو کیا آپ اس کے باوجود دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکم نافذ کر دیتے؟ جواب: اس کا تمام دارومدار حالات پر ہے۔ لیکن ان کے مشورے پر یقیناً غور کروں گا۔ سوال: کیا دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکم نافذ کرنے کے سلسلہ میں کبھی کوئی ایسا موقع بھی آیا ہے کہ آپ نے کبھی ان اعلیٰ تر ذمہ داروں سے مشورہ کیا ہو اور ان کے مشورے کے برعکس کارروائی کی ہو؟ جواب: جی نہیں۔ سوال: کیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کا معمول یہ نہیں ہے کہ اتنی اہمیت رکھنے والے فسادات کی صورت میں جن کی ہم تحقیقات کر رہے ہیں، دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکم نافذ کرنے کے سوال پر غور کرتے وقت اعلیٰ تر ذمہ داروں سے مشورہ کر لیا جائے؟ جواب: جی ہاں یہ ایک مروجہ معمول ہے۔ ـــ جرح جاری رکھتے ہوئے وکیل نے ان سے دریافت کیا کہ کیا یہ درست ہے کہ اگست ۱۹۵۲ء کو انہوں نے جماعت اسلامی کو اجلاس منعقد کرنے کی اجازت دی لیکن بعد ازاں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے اسے منع کر دیا گیا۔

گواہ نے بتایا کہ جہاں تک میری یادداشت کام کرتی ہے جماعت اسلامی کو اجازت نہیں دی گئی تھی۔ سوال: لاہور سے دفعہ ۱۴۴ کب ہٹائی گئی تھی؟ جواب: اکتوبر یا نومبر ۱۹۵۲ء میں انہوں نے کہا کہ اپنا آرڈر واپس لیتے وقت میں نے اعلیٰ افسروں سے مشورہ نہیں کیا تھا۔ سوال: کیا آپ نے گڑبڑ والے رقبہ میں کسی وزیر کو بھی دورہ کرتے ہوئے پایا۔ جواب: نہیں میرے علم میں نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس بات کا بھی علم نہیں کہ بعض وزراء نے اپنی کاروں سے جھنڈے ہٹا دیئے تھے اور نمبر کی پلیٹیں بدل ڈالی تھیں۔

سوال: ۲۸ فروری سے ۶ مارچ کے دوران میں کیا کسی وزیر کو صورت حال کے متعلق آپ سے گفتگو کرنے کا موقع ملا؟ جواب: وزیر اعلیٰ کے سوا اور کسی سے نہیں۔ سوال: وزیر اعلیٰ سے آپ کی کیا گفتگو ہوئی اور کب ہوئی؟ جواب: انہوں نے پہلی بار مجھ سے اور دوسرے افسروں سے مولانا اختر علی خاں کی گرفتاری کے بعد ۲ تاریخ کی شام کو بات چیت کی۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کرنے والا ہوں۔ اور انہوں نے اس تجویز کو منظور کیا۔ دوسری ملاقات ۳ یا ۴ مارچ کو ہوئی۔ اس کے بعد میں انہیں گورنمنٹ ہاؤس کے اجلاس میں ۴ اور ۵ مارچ کی درمیانی رات کو ملا۔ جہاں جی۔ او۔ سی بھی موجود تھے۔

عدالت کے استفسار پر کہ کیا اس متعلقہ دور کے دوران میں کبھی وزیر اعلیٰ نے تنہائی میں کبھی ان سے بات چیت کی۔ گواہ نے بتایا کہ ان کی طرف سے ان کے پرائیویٹ سیکرٹری مسٹر حرمت بیگ دو ایک موقعوں پر ٹیلیفون پر صورت حال کے متعلق دریافت کیا تھا۔ سوال: کیا وزیر اعلیٰ کی طرف سے براہ راست یا پرائیویٹ سیکرٹری کی وساطت سے صورت حال پر قابو پانے، طاقت استعمال کرنے اور ایجی ٹیشن سے نپٹنے کے بارے میں کبھی ہدایات موصول ہوئیں؟ جواب: نہیں سوائے اسکے کہ وہ ہر ایسے موقع پر امن وامان بحال کرنے پر زور دیتے تھے اور وہ اس کے لئے بیتاب نظر آتے تھے۔ وکیل کی جرح پر گواہ نے تسلیم کیا کہ ۳ مارچ کو آئی جی نے وزیر اعلیٰ کو ٹیلیفون کیا تھا اور انہیں صورت حال سے مطلع کرتے ہوئے بتایا تھا کہ آدھی جنگ جیتی جا چکی ہے۔ گواہ نے بتایا کہ اس میں ان کی بھی رائے شامل تھی۔

سوال: یکم اور ۲ مارچ کے واقعات کے بعد؟ جواب: ہاں۔ سوال: وہ کونسی جنگ تھی جو آدھی جیتی جا چکی تھی؟ جواب: اس سے میری مراد یہ تھی کہ اس دن کوئی جلوس نہیں نکلا تھا، اور معمول کے مطابق کاروبار ہو رہا تھا۔

عدالت کے سوال کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ ۲ تاریخ کی شام کو دکانیں بند تھیں۔ اور کاروبار معطل ہو چکا تھا۔ سوال: آپ نے کہا ہے کہ انسپکٹر جنرل پولیس کی اس رائے سے آپ بھی متفق تھے کہ "آدھی جنگ جیتی جا چکی ہے کیونکہ اس دن کوئی اہم جلوس نہیں نکلا تھا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عوام کا جلوس نکالنا حکومت کیساتھ جنگ کرنے کے برابر تھا؟ جواب: ۲ تاریخ کا جلوس کچھ ایسا تھا کہ جو جنگ کرنے کے برابر تھا۔

۲۸ فروری کو احراری جتھوں میں غرضمند۔ اوباش اور ہنگامہ پسند لوگ شامل تھے

جب انہیں روکا گیا تو انہوں نے پولیس اور حکومت کو گالیاں دینی شروع کر دیں

یہ لوگ دوکانداروں کو اپنی دکانیں بند کرنے پر مجبور کر رہے تھے

تحقیقاتی عدالت میں مرزا نعیم الدین کا بیان

گذشتہ سے پیوستہ

س: کیا یہ درست ہے۔ کہ چونکہ آپ نے دربار سیخ کو لوگوں کو گولی سے ٹھنڈا کرنا چاہا تھا۔ لیکن چونکہ فائرنگ پر پابندی تھی اس لئے آپ نے مستعفی ہونے کی دھمکی دی؟

ج: میں بہیمانہ ہلاکت آفرینی کے حق میں نہیں تھا۔ میں صرف دانشمندانہ فائرنگ کا حامی تھا۔

مرزا نعیم الدین نے کہا کہ اسلحہ اور گولی بارود کی جو تفصیلات مجھے ملیں۔ اور جن کا ذکر میں نے اپنے تحریری بیان کے ضمیمہ میں کیا ہے۔ شاہی پولیس ہی سے متعلق ہیں۔ ان کا بارڈر پولیس کینسٹبلری یا قومی رضاکاروں سے کوئی واسطہ نہیں۔ س:- کیا ہلچل کے دنوں میں کوئی احمدی غیر احمدیوں کے ہاتھوں مارا گیا؟ ج: میرا تو خیال نہیں ہے۔

س:- آپ نے اپنے تحریری بیان کے ضمیمہ میں "جانی نقصانات" کے زیر عنوان لکھا ہے۔ کہ ان اعداد و شمار میں وہ جانی نقصان شامل نہیں جو احمدیوں کا یا احمدیوں کے ہاتھوں دوسروں کا ہوا۔ اس سے آپ کی کیا مراد تھی؟ ج:- میں نے یہ بیان کئی ماہ پہلے مرتب کیا تھا۔ میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ کوئی غیر احمدی مسلمان بھی احمدیوں کے ہاتھوں مارا گیا ہو۔ س:- کیا آپ کو معلوم ہے کہ شیخ بشیر احمد نے ٹمپل روڈ پر اپنے گھر سے گولی چلا کر دو ایک غیر احمدی مسلمانوں کو ہلاک کیا؟ ج:- مجھے یہ تو معلوم ہے۔ کہ ایسا واقعہ ہوا تھا۔ لیکن یہ بات میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ گولی خود شیخ بشیر احمد نے چلائی تھی۔ یا ان کی طرف سے کسی اور نے۔ اس واقعہ میں کچھ جانی نقصان ہوا تھا۔ س:- کیا آپ کو یہ پتہ چلا تھا۔ کہ وردیوں میں چند آدمیوں نے جیپ سے غیر احمدی مسلمانوں پر گولیاں چلائی تھیں؟ ج: اس الزام کی اطلاع مجھے مارشل لا کے نفاذ کے فوراً بعد دی گئی تھی۔ س:- کیا آپ نے کوئی تحقیق کی تھی؟ ج:- مسٹر حبیب اللہ خان ڈی۔ آئی۔ جی نے اس کی تحقیق کی تھی۔ اور اس کے نتیجہ کی اطلاع بھی۔ ان کو کر دی گئی تھی۔ س:- کیا وردیوں میں یہ اشخاص احمدیوں کے سوا کوئی اور بھی ہو سکتا ہے؟

ج:- میں نہیں کہہ سکتا۔ س:- کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء سے لے کر ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء تک آل مسلم پارٹیز کنونشن کے کتنے اجلاس ہوئے؟

ج:- میں نہیں بتا سکتا۔ س:- آپ نے آل پارٹیز مسلم کنونشن کے اس اجلاس کا ذکر کیا ہے جو ۳ اکتوبر ۱۹۵۲ء کو ہوا۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ یہ کنونشن کا اجلاس ہی تھا۔ کوئی جلسہ عام نہیں تھا۔

ج:- میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔

س:- کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء سے لے کر ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء تک مجلس عمل کے زیر اہتمام کتنے اجلاس ہوئے؟

ج:- میں نہیں بتا سکتا۔ س:- کیا سیکرٹری فیڈریشن آف لاہور ایسوسی ایشن کی طرف سے جاری کردہ اشتہار تحفظ ختم نبوت سے متعلق تھا؟

ج:- میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔

س:- کیا واقعات کی تصدیق شدہ فہرست جس کا آپ نے ذکر کیا ہے میں کسی احمدی کو زندہ جلانے کا حوالہ ہے؟ ج:- اس واقعہ کا فہرست میں ذکر ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ نہیں لکھا ہوگا کہ کسی جگہ کسی احمدی کو اس کے اپنے جلتے ہوئے فرنیچر کے ڈھیر میں ڈال دیا گیا ہو۔

س:- کیا اس فہرست میں زنا بالجبر کے کسی واقع کا ذکر ہے؟ ج:- نہیں۔ س:- آپ نے کہا ہے کہ احرار کے خلوص پر عوام کو شک تھا۔ کیا مجلس عمل کے ارادوں پر بھی شبہ کیا جاتا تھا؟

ج:- اس کے متعلق مختلف خیالات تھے۔

س:- کیا حکومت مجلس عمل کے ارادوں پر شبہ کرتی تھی؟

ج:- میں حکومت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔

صدر انجمن ربوہ کی جانب سے مسٹر اسد اللہ خان ایڈووکیٹ نے سوال کیا جن دو احمدیوں نے مبینہ طور پر نسبت روڈ کے جلسہ عام پر اینٹیں پھینکی تھیں۔ ان میں سے کیا ایک کو اس واقع سے چند روز پیشتر دماغی امراض کے ہسپتال سے رہا کیا گیا تھا؟ ج:- ہاں یہ درست ہے۔ ایک آدمی کو حال ہی میں دماغی امراض کے ہسپتال سے ڈسچارج کیا گیا تھا۔

جماعت اسلامی کی جانب سے مسٹر نذیر احمد خان نے سوال کیا۔ آپ نے سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور کا عہدہ کب سنبھالا تھا؟ ج:- جون ۱۹۵۱ء میں۔

س: جہاں تک تقسیم کار کا تعلق ہے۔ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس اور سی۔ آئی۔ ڈی برانچ کے درمیان کیا تعلق ہے؟

ج:- سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس تمام سیاسی نوعیت کے معاملات پر سی۔ آئی۔ ڈی سے مشورہ مانگتا ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی کا نظام سراغرسانی جدا اپنا ہے جس کے ذریعہ وہ ایس۔ ایس۔ پی کو مطلع کرتی ہے۔ س:- کیا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ کسی سیاسی معاملہ میں اس وقت تک کارروائی نہیں کر سکتے تھے جب تک آپ کو سی۔ آئی۔ ڈی سے مشورہ نہ مل جائے؟ ج:- اس کا دارومدار سیاسی معاملے کی نوعیت پر ہے۔

س: فسادات کے زمانے میں کیا آپ سے توقع کی جاتی تھی۔ کہ آپ آزادی سے کارروائی کر سکتے تھے یا ہمیشہ سی۔ آئی۔ ڈی سے مشورہ لینا پڑتا تھا؟

ج:- انسپکٹر جنرل خود ہی چونکہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل سی۔ آئی۔ ڈی کی حیثیت سے کام کر رہے تھے اس لئے میں برابر ان کے مشورے سے کام کر رہا تھا۔

س:- آپ نے اپنے تحریری بیان کے صفحہ اول پر کہا ہے۔ کہ مارچ ۱۹۵۱ء میں انتخابات کے دوران میں احرار نے وعدہ کیا تھا۔ کہ احمدی امیدواروں کو نہ کھڑا کیا جائے۔ تو مسلم لیگ کی مکمل حمایت کریں گے۔ کیا آپ کو ذاتی طور پر معلوم ہے۔ کہ انہیں شرائط پر سمجھوتہ کیا گیا تھا؟ ج:- یہ واقعات سرکاری ریکارڈ سے لئے گئے ہیں۔

س:- کیا سرکاری ریکارڈ کے مطابق یہ بھی صحیح ہے۔ کہ چونکہ احمدی امیدوار زیادہ کھڑے نہیں کئے گئے۔ زیادہ ہار گئے۔ اس لئے مجلس احرار نے مئی ۱۹۵۱ء میں تین دن تک یوم تشکر منایا؟

ج:- ممکن ہے۔ ایسا ہی ہو۔ س:- یہ حقیقت آپ کے علم میں کب آئی تھی۔ کہ مجلس احرار کے رضاکاروں کو اس عہد نامے پر دستخط کرنے کے لئے مجبور کیا گیا۔ کہ وہ ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ جان و مال بھی شامل ہو گئے؟

ج:- میں آپ کو تاریخ نہیں بتا سکتا اندازاً بھی نہیں۔

س:- آپ کہتے ہیں۔ کہ صورت حال کی سنگینی اور آگ کی وسعت کی اطلاع سی۔ آئی۔ ڈی کو دے دی گئی تھی۔ اور اس سے مشورہ مانگا۔ کیا سی۔ آئی۔ ڈی نے آپ کو کوئی مشورہ دیا تھا؟

ج:- اس نے مجھے کوئی قطعی مشورہ نہیں دیا تھا۔

س:- پولیس کے محافظوں کو جب احمدیوں کے کاروباری اداروں کی حفاظت کیلئے متعین کیا گیا تھا۔ تو کیا اس کا انتظام سرکاری مصارف پر کیا گیا تھا۔ یا پروپرائیٹروں نے پولیس کی خدمات کیلئے کوئی رقم ادا کی تھی؟ ج:- ایسا سرکاری مصارف پر کیا گیا تھا۔ س:- آپ کا کہنا ہے کہ تقریباً پانچ چھ ہزار افراد کا ایک جلوس دہلی دروازے کے باہر اکٹھا ہوا۔ اور سول سیکرٹریٹ گیا۔ کیا ایسا ۲۸ فروری کو ہوا تھا؟ ج:- جی ہاں۔

س:- اور کیا یہ جلوس حکومت دشمن۔ پولیس دشمن، اور احمدی دشمن نعرے لگا رہا تھا؟ ج:- جی ہاں۔

س:- انسپکٹر جنرل اور ہوم سیکرٹری کے تحریری بیانات سے ہم نے یہ تاثر لیا ہے۔ کہ اکا دکا چھوٹے چھوٹے جلوسوں سے قطع نظر ۲۸ فروری اور یکم مارچ کی تاریخیں کم و بیش پُرامن تھیں۔ اور انہوں نے نظم و نسق کے لئے کوئی مسئلہ پیدا نہیں کیا۔ کیا آپ اس نقطۂ نظر سے اتفاق کرتے ہیں؟

ج:- ۲۸ فروری کو ہجوم پہلے پُرامن تھا جب اسے روکا گیا۔ تو لوگوں نے پولیس اور حکومت کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اور نامناسب نعرے لگانے لگے جہاں تک مجھے یاد ہے۔ انہوں نے ہمیں آدھ گھنٹے یا اس سے زیادہ تک مصروف رکھا۔ اور انہیں منتشر کرنے میں مشکل پیش آئی۔ مذکورہ مسئلہ اس وقت موجود تھا۔ کیونکہ دن بھر چھوٹے چھوٹے جلوس آتے رہے۔ اور پولیس کو دن بھر مصروف رکھنا پڑا۔

جیسے کہ میں نے اپنے تحریری بیان میں کہا ہے یہ بھی صحیح ہے۔ کہ احرار کے چھوٹے چھوٹے جتھوں کے ساتھ غرضمند اوباش بھی مل گئے تھے۔ (جاری)

۲ مارچ کو ہجوم نے ایسی شکل اختیار کرلی تھی جو قانون شکنی پر کمربستہ ہو

قانون پسند لوگ اپنی حفاظت کے تصور سے خوفزدہ ہو رہے تھے

پس و پیش کرنے والے دکانداروں کو اپنی دکانیں بند کرنے پر مجبور کر رہے تھے۔ یہ بھی درست ہے کہ ایک زیادہ بڑے جلوس میں جب لوگ مال کی جانب بڑھے تو مال کی دکانیں بند کر دی گئی تھیں ٹریفک رک گئی تھی۔ اور قانون پسند شہری اپنے گھر اور دکانیں بند کر کے بیٹھ گئے تھے۔ میں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ہجوم زیادہ تر اوباشوں اور ہنگامہ پسندوں پر مشتمل تھا۔ حالانکہ ان کے مذہبی جذبات بہت شدید تھے۔ یعنی وہ چلا کر کلمہ پڑھ رہے تھے اور تکبیر کہہ رہے تھے۔ پھر بھی ہمیں امید تھی کہ کوئی واقعہ پیش نہیں آئے گا۔ اس لئے دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکم نافذ کرنا ضروری نہیں تھا

آپ نے اپنے تحریری بیان میں یکم مارچ کے واقعات کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے یہ دکھلایا ہے کہ کم از کم چار جلوس نکالے گئے تھے جن میں سے دو کافی بڑے تھے۔ پہلے جلوس سے جو بڑا تھا اور دہلی دروازے کے باہر سے نکالا گیا تھا مولوی احمد علی اور ۴۳ دوسرے افراد گرفتار کئے گئے تھے۔ مجمع مخالفانہ اور غضبناک تھا۔ اور اس نے اینٹوں سے پولیس کی ایک موٹر کو نقصان پہنچایا تھا۔ دوسرے جلوس ۲۹ افراد گرفتار کئے گئے تھے اس کے علاوہ دن بھر شہر میں چھوٹے چھوٹے جلوس نکالے جاتے رہے۔ جو پولیس کے آنے پر منتشر ہو جاتے اور پولیس کے چلے جانے کے بعد دوبارہ یکجا ہو جاتے۔ اس طرح پولیس کو دن بھر سرگرداں رہنا پڑا تھا۔ آخر میں بعد دوپہر ایک بڑا جلوس دہلی دروازے سے نکالا گیا۔ اس میں راستے میں اوباش اور غنڈے عناصر شامل ہو گئے۔ جس کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی اور اس نے ایک ایسے ہجوم کی شکل اختیار کرلی تھی جو قانون شکنی پر کمربستہ ہو دکانیں دوبارہ بند کر دی گئیں۔ کاروبار رک گیا ٹریفک رک گئی اور قانون پسند لوگ اپنی حفاظت کے تصور سے خوفزدہ ہو رہے تھے۔

کیا ان حالات میں بھی دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکم نافذ کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی۔

جواب:۔ ہمارا اس وقت بھی خیال تھا کہ دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکم نافذ کئے بغیر ہم صورت حال کو قابو میں کر لیں گے۔ سوال:۔ کیا اس وقت آپ کو صرف پولیس کی طاقت پر بھروسہ تھا یا صورت حال کو قابو میں کرنے کے لئے آپ کے ذہن میں فوج بلانے کا بھی امکان تھا؟ جواب:۔ اس وقت تک ہمیں فوج کو بلانے کا خیال نہیں تھا۔ ہمیں اس کی مدد حاصل کرنے کا خیال ۴ر مارچ ہی کو آیا تھا۔ سوال۔ بعد میں پیش آنے والے واقعات کی روشنی میں کیا اب آپ یہ نہیں سوچتے کہ ۲۸ر فروری کو دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکم کا نفاذ بہتر ہوتا؟ جواب:۔ اس کا کوئی فرق نہ پڑتا۔ کیونکہ جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہوتا ہے ۴ر مارچ کو حکم دیا گیا تھا۔ اس کی بھی خلاف ورزی کی گئی تھی۔ سوال:۔ کیا صورت حال کا یہ صحیح اندازہ نہیں ہے کہ ۲۸ر فروری اور یکم مارچ کو چونکہ دفعہ ۱۴۴ کے تحت کوئی حکم نافذ نہیں کیا گیا۔ اسلئے لوگوں کے حوصلے اتنے بڑھ گئے تھے کہ جب حکم نافذ کر دیا گیا تو لوگوں نے اس کو حقارت سے نظر انداز کر دیا؟

جواب:۔ لوگوں نے ممکن ہے یہ خیال کیا ہو۔ سوال آپ نے ابھی ابھی جو جواب دیا ہے۔ اس کے پیش نظر کیا آپ اپنے پہلے کا جواب پر نظر ثانی کے لئے تیار ہیں؟ جواب:۔ اب میرا یہ خیال ضرور ہے کہ ۲۸ فروری کو اگر حکم نافذ کیا جاتا تو لوگ خیال کرتے کہ صورت حال کو قابو میں کرنے کے لئے سنجیدگی کیساتھ کوشش کی جا رہی ہے۔ سوال:۔ کیا ۴ر مارچ کی شام کو دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکم نافذ کرنے کا فیصلہ انسپکٹر جنرل پولیس اور دوسرے افسروں نے حکومت سے پہلے سے استصواب کے بغیر کیا تھا؟ جواب جی ہاں

سوال:۔ آپ ایسا ہی فیصلہ اگر ۲۸ فروری کو کرتے تو حکومت اس پر اعتراض کرتی؟ جواب:۔ جی نہیں

سوال:۔ براہِ مہربانی ہم سے بتلایئے کہ ۲۸ر فروری اور یکم مارچ سے ۴ر مارچ تک دفعہ ۱۴۴ نافذ نہ کرنا کس کی ذمہ داری تھی؟ جواب:۔ انسپکٹر جنرل پولیس کی۔ سوال:۔ کیا آپ نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے یا کسی اور افسر نے ۲۸ر فروری کو دفعہ ۱۴۴ نافذ کرنے کی تجویز پیش کی تھی؟ جواب:۔ یہ تجویز نہ تو میں نے پیش کی تھی نہ کسی اور افسر نے سوال:۔ کیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے نہیں کہا ہے کہ انہوں نے دفعہ ۱۴۴ کے تحت ایک حکم کا مسودہ تیار کر کے رکھ لیا تھا تاکہ اس کی ضرورت پڑنے پر اسے استعمال کیا جا سکے۔

جواب:۔ ایسا غالباً ۴ر مارچ کو کیا گیا تھا۔

وکیل نے اپنے سوالات جاری رکھتے ہوئے دریافت کیا۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے یہ کہا تھا۔ کہ دفعہ ۱۴۴ کا اس سے پہلے عدم نفاذ حکومت کی پالیسی کے مطابق ہوگا مرج:۔ انہوں نے ایسا اعلانیہ طور پر نہیں کہا۔ لیکن میرا تاثر یہ تھا کہ انسپکٹر جنرل پولیس ایسا کہہ رہے ہیں۔ اس لئے ایسا ضرور حکومت کی پالیسی کے مطابق ہوگا عدالت کا سوال:۔ کیا لاہور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا یہ دستور نہیں ہے کہ دفعہ ۱۴۴ کے تحت کوئی حکم نافذ کرنے سے پہلے وہ حکومت سے مشورہ کر لیتے ہیں؟

ج:۔ مجھے اس کے متعلق کچھ نہیں معلوم۔ س:۔ کیا ہر دن کے آخر میں آپ کے جو جلسے ہوتے تھے۔ ان میں اس معاملے کے متعلق حکومت کی خواہشات کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا تھا؟ ج:۔ جی نہیں ہم ان جلسوں میں ہم صورت حال کا جائزہ لیتے تھے تاکہ ان کا حل دریافت کیا جا سکے۔

مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش نے عدالت کی اجازت سے گواہ کو بتایا۔ کہ انہوں نے بیان کیا تھا۔ کہ جب ایک جنازہ جا رہا تھا۔ تو پولیس کے کچھ سپاہی ظاہر ہوئے اور جنازے کے ساتھ جانے والے ہجوم نے ان کا پیچھا کیا۔ انہوں نے گواہ سے وہ جگہ بتانے کو کہا۔ جہاں یہ واقعہ ہوا تھا۔ گواہ نے بتایا کہ یہ واقعہ نئی انارکلی کے پولیس اسٹیشن کی حدود میں پیش آیا۔ س:۔ کیا یہ وہی جلوس نہیں تھا جس پر پولیس نے گولی چلائی تھی۔ اور وہ منتشر ہو گیا تھا۔

ج:۔ میری اطلاع کے مطابق ایسا نہیں ہے۔

مسٹر یعقوب علی خاں کی جرح کے دوران میں گواہ سے پوچھا گیا۔ کہ کیا انہوں نے چیف سیکرٹری کی طرف سے ڈی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ڈی کے تصدیق شدہ ڈی او لیٹر نمبر ۲۵۱-۲۹/ بی۔ ڈی۔ ایس بی مورخہ ۲۸ر فروری کی ایک نقل وصول کی تھی۔ گواہ نے بتایا کہ انہیں یاد نہیں ہے۔ کہ انہوں نے یہ خط وصول کیا یا نہیں۔ س:۔ ڈی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ڈی کی تصدیق میں چونکہ اس خط کو بھیجنے کے لئے پولیس کے تمام سپرنٹنڈنٹوں کو نامزد کیا گیا تھا جنہیں ایڈیشنل ایس۔ پی تصور کیا جاتا ہے۔ اس لئے آپ کوئی وجہ بتا سکتے ہیں کہ آپ یا آپ کے دفتر تک خط کیوں نہیں پہنچا۔

ج:۔ میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ خط میرے دفتر میں آیا ہو۔ میں ریکارڈ دیکھے بغیر اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ (باقی)

— بقیہ صفحہ اول —

چودھری محمد ظفراللہ خان کا بیان

ہر موخرالذکر معاملہ سو اس کے مختلف پہلو کولمبو میں نتیجہ خیز طور پر زیر بحث لائے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس مقصد کے لئے کسی بلاک کے قیام کی کوشش اپنے اندر کوئی وزن نہیں رکھتی حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی کوشش الٹی مضرت رساں ثابت ہوگی۔ پاکستان یقیناً کسی ایسے منصوبے میں شریک نہیں ہو سکتا۔ آپ نے مزید فرمایا نہ ہی یہ خیال کرنے کی وجہ جواز موجود ہے کہ ایسی کوئی چیز شریک ہونے والے دوسرے ممالک کے پیش نظر ہے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا اس امر کا بھی امکان ہے کہ بعض دوسرے ملکوں کو کانفرنس میں شریک ہونے کی دعوت دی جائے تو آپ نے فرمایا دوسرے ملکوں کو شرکت کی دعوت دینے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ کانفرنس یقینی طور پر انہی پانچ ملکوں تک محدود رہے۔

کانفرنس کے اغراض اور اس کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا جیسا کہ کولمبو سے آمدہ ایک خبر میں واضح کیا گیا ہے۔ یہ کانفرنس دوستانہ طریق پر باہم مل بیٹھنے کے سلسلہ میں غیر رسمی تبادلۂ خیالات تک محدود رہے گی۔ میٹنگ کا کوئی ایجنڈا نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی بحث و تمحیص کے لئے کوئی خاص موضوع مقرر کئے گئے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ میٹنگ غالباً ۲۸ اپریل کو منعقد ہوگی۔ بشرطیکہ تمام وزرائے اعظم کے لئے اس تاریخ کو بسہولت اکٹھا ہونا ممکن ہوا۔ آپ نے یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ اجلاس تین یا چار روز تک جاری رہے گا آپ کے نزدیک یہ امر کہ شبہ سے بالا نہیں ہے کہ اجلاس ایک ہفتہ تک جاری رہے۔ آپ نے فرمایا وزیر اعظم پاکستان اپنی مصروفیات کے پیش نظر ایک ہفتہ تک کولمبو میں قیام نہیں کر سکیں گے ایک اور سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ ایسا خیال کرنے کی کوئی بنیاد موجود نہیں ہے۔ کہ بھارت کی لیڈری قائم کرنے کی غرض سے کولمبو کانفرنس منعقد کی جا رہی ہے۔ جیسا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ کہ کسی قسم کا بلاک قائم کرنے یا کوئی اور تنظیم یا خاص طریق کار وضع کرنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ یہ محض ایک غیر رسمی اتفاقی میٹنگ ہوگی جو غالباً اقتصادی مسائل پر بحث تک محدود رہے گی۔ اور جس میں سوشل سرگرمیوں پر زیادہ زور دیا جائے گا تاکہ وزرائے اعظم زیادہ بے تکلف اور دوستانہ ماحول میں اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کو زیادہ بہتر طریق سے سمجھ سکیں۔